جدید الیکٹرانک میڈیا کا

دینی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا شرعی جائزہ

مولانا ڈاکٹر سید نعیم بخاری

مدرس جامعہ عثمانیہ بنوں

فن مصوری کے ارتقاء پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ آرٹ وفن کے نام پر اس فن نے بھی وہی کردار ادا کیا ہے جو کہ مجسمہ سازی نے کیا ہے۔لیکن مصوری نے نفسانیت اور شہوانیت کو نسبتاً زیادہ ہوا دی ہے۔اوائل میں خیالی محبوبہ اور مثالی ہیروئن کو صفحہ،قرطاس پر اتارا جانے لگا،پھر اس کو نیم عریاں اور قریب العریاں کیا گیا۔صنف نازک کے حسن ودل کشی کی وہ پذیرائی ہوئی کہ ترقی پسند خواتین نے اپنے جسموں کو بے حجاب اور بلاشرط مصوروں کے سامنے کردیا،اور مصوروں نے جب ان کو صفحہ قرطاس پر اتار کر قدردانوں کے زیرنگاہ کردیا تو ایک نئی تہذیب وتمدن کی بنیاد پڑ گئی۔جہاں مساوات کے نام پر بے حیائی اور بدکاری کو ذاتی معاملہ قرار دیتے ہوئے انہیں بنیادی حقوق میں شامل کرلیا گیا۔مصوری کی روح جب فوٹوگرافی اور سینما میں حلول کرگئی تو پھر زمانہ ایسے انقلاب سے دوچار ہوا کہ شرم وحیا،عفت وعصمت اور پاک دامنی وپاک بازی جیسے الفاظ ڈکشنری کے گوشوں میں سسک رہے ہیں۔عشق ومحبت اور پیار کی قولی اور عملی طور پر ایسی منظرکشی ہوئی ہے کہ محبت اپنی شناخت وتشریح کی محتاج ہوگئی ہے:

سکھائے ہیں محبت کے نئے انداز مغرب نے
حیا سر پیٹتی ہے عصمتیں فریاد کرتی ہیں

فوٹوگرافی اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے کیا ہے،اس کا اندازہ فوٹوگرافی کی کسی دکان یا اسٹوڈیو کے اندر داخل ہوئے بغیر صرف سامنے کھڑے ہوکر کیا جاسکتا ہے۔دنیا بھر میں کسی اسٹوڈیو کے دروازے پر آپ لحہ بھر کے لئے کھڑے ہوجائیں،آپ کے سامنے بے شرم عصمت باختہ حسیناؤں کی نیم عریاں قریب العریاں تصاویر آپ کا استقبال کرتی نظر آئیں گی۔ضروریات زندگی کی جو شے آپ خریدیں گے اس کے پیکٹ،ریپر،یا ڈبے پر شوخ وچنچل دوشیزاؤں کی تصاویر مفت مل جائیں گی۔کمال تو یہ ہے کہ صابن،تیل،کپڑا،جوتا،دوائیں،کاغذ،قلم،مٹھائیاں اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں میں ان حیاسوز تصاویر کے اخراجات بھی شامل ہوتے ہیں،جن کی ہوا بھی آپ کو نہیں لگتی ہے۔

تجارتی اعتبار سے ماڈلنگ ایک مستحکم پیشہ بن چکا ہے،جس میں خوب صورت ماڈل گرلس اپنے جسموں کو مختلف اشیاء بنانے والی کمپنیوں کے حوالے کردیتی ہیں کہ ان کے جسم کے جس حصے کی تصویر جس انداز میں پسند آئے اتار لے اور جس کو اس

﴿جدیدذرائع ابلاغ﴾ کے ذریعہ رجھانا چاہے رجھا کر اپنے مال کی تشہیر کرے، معاوضے میں کمپنیاں ماڈل گرل کو ﴿قسط سوم﴾ اُچھی خاصی رقم ادا کرتی ہیں۔ یہ پیشہ معیوب نہیں بلکہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ کتابیں، رسالے اور اخبارات بھی ان تصاویر کے بغیر چھپنے کے تصور سے ہی محروم ہو چکے ہیں۔ حدتو یہ ہے کہ نام نہاد دینی ولی رسالے بھی اس لعنت میں ملوث نظر آتے ہیں۔

مصور جس کام کو برش، رنگ اور قرطاس کے ذریعہ طویل عرصے میں کرتا آرہا تھا، فوٹوگرافی کی ایجاد نے اسی کام کو چٹکی میں حل کرنے کے محاورے کو حقیقت کا جامہ پہناتے ہوئے اس کام کو صرف ایک ''کلک'' میں حل کردیا۔ مصوری کی وہ تمام خرابیاں جو صدیوں میں بھی انتہا کو نہیں پہنچی تھیں۔ فوٹوگرافی نے قلیل وقفے میں وہاں تک پہنچادیا۔ ان تصاویر نے فوٹوگرافی، سینما اور سینماہال کے ذریعہ باقاعدہ انسانی دل ودماغ کو اس طرح اپنا فرماں بردار اور مطیع بنالیا ہے کہ اس سے رہائی خواب نظر آتی ہے۔

لیکن ہر شئے کا ایک جائز اور مثبت پہلو ہوتا ہے۔ فوٹوگرافی کے بھی مثبت پہلو ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ضروری درجے میں شناختی کارڈ بنانا، چوروں، ڈکیتوں کی تصویروں کے ریکارڈ رکھنا، دوران جنگ تصاویر لینا نیز تعلیم وتربیت کے تحت تصاویر کا استعمال کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے ناجائز اور منفی پہلو اتنے زیادہ ہیں کہ شمار مشکل ہے۔ مصوری اور فوٹوگرافی کے متعلق علمی اور فقہی اختلافات جو کچھ بھی ہوں، نتائج کے اعتبار سے فرق نہیں ہے، دونوں ایک ہی سکہ کے دو پہلو ہیں۔ احادیث میں جاندار کی تصویر سازی سے متعلق جو تنبیہ آئی ہے، اس کا اطلاق مصوری اور فوٹوگرافی دونوں پر ہوگا۔

حدیث شریف میں مذکور ہے۔

﴿ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون﴾(١٠)

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

﴿لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب أو صورة﴾(١١)

جس گھر میں کتا و تصویر ہو، رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔

﴿قال الذین یضعون الصور یعذبون یوم القیامۃ یقال لھم احیوا ماخلقکم﴾(١٢)

جاندار کی تصویر بنانے والے کو حکم ہوگا کہ اس میں جان ڈالو، جو ممکن نہ ہوگا۔

ان احادیث کی روشنی میں غور کیجئے کہ تصاویر کی کیا حیثیت بنتی ہے،؟ چہ جائے کہ مستقل متحرک تصاویر کو گھنٹوں گھر کی زینت بنا کر احترام بخشا جائے اور تفریح کے نام پر کھلی ہوئی بے حیائی دیگر منکرات کو رواج دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ تصاویر

سے رغبت انتہائی خوفناک جسارت ہے اور کھلی ہوئی نافرمانی ہے۔

(ب) صوتی پہلو:

ٹی وی کا دوسرا فنی پہلو صوت یعنی آواز ہے، جس کے تحت گفتگو، نغمہ و موسیقی، تقاریر، کمینٹری وغیرہ کی آوازیں اٹی ہیں۔ ریڈیو میں صرف آواز ہوتی ہے، اس لحاظ سے ریڈیو ٹی وی میں مماثلت ہے۔ ٹی وی میں اضافی چیز تصویر ہے۔ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگراموں میں مرد و خواتین دونوں کی آوازیں ہوتی ہیں۔ ریڈیو پر اناؤنسر کی صرف آواز ہوتی ہے، جب کہ ٹی وی کے اسکرین پر اپنی آواز کے ساتھ بہ نفس نفیس موجود ہوتا ہے۔ اناؤنسر میں زیادہ تر خواتین ہوتی ہیں، جن کے لہجے میں لوچ اور مٹھاس کے علاوہ انداز گفتگو میں اعلیٰ درجے کا بانکپن ہوتا ہے۔ انہیں خوبیوں کی بنیاد پر ان کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ ٹی وی اور سینما میں حصہ لینے والی تمام خواتین میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں، بلکہ ان خصوصیات کی مقدار کی بنا پر وہ ترقی کے منازل طے کرتی ہیں۔ یہی حال مرد فنکاروں کا ہے۔ ٹی وی میں آواز و تصویر اس طور پر یکجا ہوتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے الگ کر کے جائزہ لینا مشکل امر ہے۔ اس لئے صوتی پہلو پر آئندہ صفحات میں بحث کی گئی ہے۔

ٹی وی پروگراموں کے مقاصد:

آج کل ٹی وی پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے مختلف نوعیت کے پروگراموں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے چار اہم مقاصد ہیں۔

(الف) ٹی وی، برائے تفریح (ب) ٹی وی، برائے ذرائع ابلاغ

(ج) ٹی وی، برائے تعلیم و تربیت و معلومات (د) ٹی وی، برائے تجارت۔

ان چاروں مقاصد کا فرداً فرداً جائزہ لینا ضروری ہے۔

(الف) ٹی وی، برائے تفریح:

تفریح ہر زمانے میں انسانوں کی زندگی کا اہم جز رہا ہے۔ قدیم تہذیبوں میں بھی تفریح مختلف اور حیرت انگیز انداز میں موجود نظر آتی ہے۔ قدیم یونانی اور رومن تہذیبوں میں ایک طرف تفریح کے ذرائع گھوڑ سواری، گھوڑ دوڑ، فن سپہ گری تھے تو دوسری جانب نغمہ و موسیقی، رقص و سرود کی محفلیں اور شراب و شباب بھی تفریح کے وسائل تھے، ساتھ ساتھ فلوریڈا نام کا ایک کھیل بھی انتہائی مقبول تھا جس میں برہنہ خواتین کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی جدید و مہذب تہذیب کے نام پر وہی سب کچھ ہو رہا ہے جو قدیم جاہلیت اور نفس پرستی کا نتیجہ تھا۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کی آڑ میں خواتین کا بے حجابانہ شمع محفل بننا، ایسے لباسوں کا استعمال جن میں زیادہ سے زیادہ جسم و حسن کی دل کشی نمایاں ہو، سمندر

کے کنارے اور سوئمنگ پول پر برسر عام خواتین کا مردوں کے دوش بدوش (بلکہ کئی قدم آگے) انتہائی مختصر لباس میں غسل و دوڑ بھاگ، مختلف کھیلوں، فٹ بال، ٹینس، ہاکی، کبڈی، کھوکھو، تیراکی و دوڑ کے نام پر خواتین کا تقریباً عریاں ہو کر حصہ لینا، خواتین کی ترقی پسندی کی علامت گردانی جارہی ہے۔ آج کے دور اپنی عورتوں میں یہ مزاج بنایا کہ وہ باہر آ کر مردوں کی طرح کمائیں اور اس کے نتیجے میں بے شمار

نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے اور ان میں ایک مسئلہ وہ ہے جسے عریانیت (pornography) ہے اور ٹی وی نے اس کی ترویج میں جو کردار ادا کیا ہے وہ تعارف کے محتاج نہیں ہے

اس کو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

PORNOGRAPHY: the representation of erotic behaviour,as in books ,pictures,or films,intended to cause sexual exeitement. pornographic matter has falled under legislative prohibtion in most countries in the word on at least one of the following assumptions: (1)pornography will ! end to deprave or corrupt the morals of youth, or of adults and youth: (2) consumption of such matter is a cause of sexual crimes. (13)

عریانیت سے مراد عشق و محبت کے مناظر پیش کرنا ہے، خواہ کتابوں میں یا تصویروں میں یا فلم میں جن کا مقصد جنسی جذبہ بھڑ کانا ہو۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں عریاں مواد قانونی ممانعت کا موضوع بن رہا ہے اس کی وجہ حسب ذیل دو مفروضے ہیں۔ (۱) عریاں مواد جوانوں یا نوجوانوں اور بالغوں دونوں کے اخلاق کے بگاڑنے والا ہے۔ (۲) اس طرح کی چیزوں کا استعمال جنسی جرائم

پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

غرض کہ تفریح، نفس پرستی وشہوت پرستی کا دوسرا نام ہے۔ دنیا بھر میں رائج اسی نوعیت کی تمام خرافات وقبیحات کے مناظر اور افعال کو تفریح کے تحت آج سینما کے فلموں میں سمیٹ لئے گئے ہیں، گویا کہ دریا کو کوزہ میں بند کرلیا گیا ہے۔ اور سینما دنیا بھر میں بہترین اور ارزاں تفریح کے لقب سے اپنے کرم فرماؤں کے دلوں پر حکمرانی کرتا چلا آرہا ہے۔ سینما ہال عرصے سے عوام الناس کے لئے تفریح کا مقبول ترین مرکز رہا ہے اور ہے۔ لیکن ٹی وی کی آمد نے سینما ہال کی مرکزیت کو بھی ختم کردیا ہے۔ جو لوگ عزت وشرافت، حرام وحلال اور ذلت کے خوف سے سینما ہال تک پہنچنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے، ان لوگوں نے بھی سپر ڈال دیا۔ نتیجے کے طور پر شیطان ملعون کی ان ذریات کا ہر گھر میں والہانہ استقبال کیا گیا اور وہ تمام خرابیاں وخرفات جو سینما ہال تک محدود تھیں اب گھر گھر میں داخل ہوگئیں۔ اب شیطان ملعون ہر گھر کی چھت پر دونوں بازو پھیلائے اپنی فتح کا اعلان کرتا نظر آرہا ہے۔ آیئے اب جائزہ لیں کہ تفریح کے نام پر ٹی وی میں کیا کچھ پیش کیا جارہا ہے۔

ٹی وی میں ٹیلی کاسٹ ہونے والے جملہ پروگراموں میں کم وبیش اسی فی صد پروگرام تفریحی ہوتے ہیں، ان میں فلموں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، ان میں وہ فلمیں بھی شامل ہیں جو سینما ہال میں دکھائی جاتی ہیں۔ جنہیں عرف عام میں فیچر فلمیں کہتے ہیں، اور وہ فلمیں بھی دکھائی جاتی ہیں جنہیں سیریل کہا جاتا ہے، یہ قسط وار ٹیلی کاسٹ ہوتی ہیں، ان کے علاوہ نغمہ وموسیقی اور رقص کے پروگرام ہوتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً کھیلوں کے پروگرام بھی براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں، غیر ملکی رقص وموسیقی کے پروگرام بڑی پابندی سے پیش کئے جاتے ہیں۔

جہاں تک فلموں کا تعلق ہے اس کو تو اتنی شہرت حاصل ہے کہ اس کے تفصیلی تعارف کی حاجت نہیں، اس میں بہت سے مرد وعورت کے کردار ہوتے ہیں جو معاشرے میں موجود مختلف حیثیتوں سے مثلاً شوہر، بیوی، بھائی، بہن، ماں، باپ، خسر، بہو، ساس، داماد، دادا، نانا، چچا، چچی، نوکر چاکر وغیرہ کے کردار کو ایک کہانی کے تحت نبھاتے ہیں، اور وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو حقیقی کردار اپنی زندگی میں کرتے اور برتتے ہیں۔ ایک مرد اداکار اور ایک عورت اداکارہ، شوہر وبیوی کے کردار کو نبھاتے ہوئے نہ صرف پیار ومحبت اور چھیڑ چھاڑ کو بر سر عام کر کے دکھاتے ہیں، بلکہ بند کمرے میں تخلیہ کے مناظر بھی عملی طور پر کر گذرتے ہیں۔ ان کے علاوہ نغمہ وموسیقی، حیا سوز حرکات وسکنات، خواتین کا غسل، بے ہودہ ونیم عریاں رقص، مار دھاڑ دھوکہ فریب، چوری، ڈکیتی، عورتوں کا اغوا، عورتوں کا مردوں کو رجھانا اور مردوں سے چپکنا وغیرہ کے مناظر فلموں کا لازمی جز ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں مرد وزن کے درمیان وضع کردہ تمام قوانین، احکام خداوندی اور اسوۂ نبوی کی

دھجیاں اڑائی جاتی ہیں، جن کے نام لیوا ہم اور آپ ہیں ۔عصمت، عفت، شرافت، پاکیزگی، اخلاق، پردہ اور پاک دامنی وشرم وحیاوغیرہ جیسے الفاظ کا برسر عام کھل کر مذاق اڑایا جاتا ہے۔حالانکہ اس سلسلے میں خداوندی احکام انتہائی واضح ہیں۔

قرآن مقدس سب سے پہلے مردوزن کے تعلقات کے سلسلے میں محرم ونامحرم کی قید لگاتا ہے، اور محرموں کی ایک مستقل فہرست جاری کرتا ہے، جن کی جانب شہوت سے نگاہ ڈالنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ نہ ان سے شادی کی جاسکتی ہے۔ان کے علاوہ تمام عورتیں نامحرم ہیں، ان سے شادی کی جاسکتی ہے، لیکن ان میں سے جن کی شادی ہو چکی ہے وہ حرام ہیں۔

﴿والمحصنت من النسآء الا ماملکت ایمانکم ، کتب الله علیکم ، واحل لکم ماوراۤء ذالکم ان تبتغوابا موالکم محصنین غیر مسافحین .﴾(۱۴)

اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں، یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں سے چاہو اس طرح سے تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔

﴿ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وسآء سبیلا﴾.(۱۵)

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلا شبہ یہ بری بے حیائی اور بری راہ ہے۔نکاح کے بغیر مردوزن کے درمیان تعلقات کو زنا کہا گیا، جو بے حیائی اور گمراہی ہے۔معاشرے میں زندگی گزارر ہے، محرموں اور نامحرموں کے بارے میں مردوں وعورتوں کو قرآن ہدایت جاری کرتا ہے:

﴿قل للمومنین یغضوا من ابصارهم ویحفظو افروجهم ، ذالک ازکی لهم ، ان الله خبیر بمایصنعون ، وقل للمومنت یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن......﴾(۱٦)

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ

کریں......مگر اپنے شوہروں پر......

مسلمان عورتوں کو ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کے آداب بیان کرتے ہوئے قرآن کا فرمان ہے:

﴿یایها النبی قل لا زوا جک وبنتک ونسآء المومنین یدنین علیهن من جلا بیبهن ذالک ادنیٰ أن یعرفن فلا یؤذین .﴾(۱۷)

اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کی گھونگٹ ڈال لیا کریں اسے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اوران کو ستایا نہ جائے گا۔

اس آیت شریفہ میں مسلمان خواتین کے لئے پردہ کرنا ان کی شناخت اور شرافت قرار دیا گیا ہے:

اجنبی اور غیر محرم عورتوں کے حسن اور زینت کو دیکھ کو لطف اندوز ہونے کو آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے۔اس کے متعلق احادیث نبوی ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺ سے پوچھا کہ غیر محرم عورتوں پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا نظر پھیر لو۔''(۱۸)

حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:......

اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر معاف ہے مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں۔''(۱۹)

نبیﷺ نے فرمایا:......''جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے گا، قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔''(۲۰)

ان کے علاوہ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں، ان کی زنا نظر ہے، ہاتھوں کی زنا دست درازی ہے، پاؤں کی زنا، زنا کی طرف چلنا ہے اور زبان کی زنا گفتگو ہے اور دل کی زنا، زنا کی خواہش وتمنا ہے۔

مندرجہ بالا آیات واحادیث کی بنیاد پر ہر ایک مسلمان خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ سینماہال کے پردے پر یا ٹی وی کے اسکرین پر خوب صورت ہیروئنوں کو ایک دو نظر کیا مستقل بیٹھ کر گھنٹوں گھور گھور کر دیکھنا اور لطف حاصل کرنا کس قماش کی تفریح اور کتنا فحش اور اخلاق سوز فعل ہے۔اس کے مرتکب ہو کر مسلمان اللہ کے غیض وغضب کو دعوت دیتے ہیں اور اپنی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوانے کے سزاوار ہوتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ فلم دیکھتے ہوئے آدمی حقیقی زنا کا ارتکاب نہیں

کرتا لیکن زنا کی دوسری تمام قسموں کا مرتکب یقیناً ہوتا ہے۔

حالانکہ ضرورتاً نامحرموں کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے، مثلاً ڈاکٹر کا مریضہ کو دیکھنا، شادی کی غرض سے منسوبہ کو دیکھنا، ڈوبتی ہوئی یا جلتی ہوئی جوان عورت کو گود میں لے کر بچانا وغیرہ۔ لیکن دونوں صورتوں میں نیتوں میں بڑا فرق ہے۔ فلموں میں عورتوں کو صرف اسی لئے پیش کیا جاتا ہے کہ لطف اندوز ہوا جائے اور عورتوں کے جسم کو مختلف زاویوں سے دیکھ کر شہوانی خواہشوں کی تسکین پہنچائی جائے۔ نتیجتاً اس سے حقیقی زنا کی جانب میلان بڑھتا ہے، نگاہوں کی پاکیزگی جاتی رہتی ہے اور نامحرموں پہ تانک جھانک کی عادت پڑتی ہے، جس نظر کی حفاظت کرنے کا حکم ہے وہ شتر بے مہار ہو جاتی ہے اور فواحش ومنکرات کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔

عورتوں کو ٹی۔وی کے اسکرین پر جس طرح بے حجاب، نیم عریاں اور قریب العریاں دکھایا جاتا ہے، وہ انتہائی خطرناک اور حد درجہ فحش ہوتا ہے، جب کہ شریعت مردوں اور خواتین کے لئے ستر حکم صادر کرتی ہے، چنانچہ مردوں کو ستر سے متعلق حکم ہے۔

﴿فان ما تحت السرة الىٰ الركبة من العورة﴾ (۲۱)

جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے وہ چھپانے کے لائق ہے اور جو کچھ ناف سے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔

عورتوں سے متعلق ستر کا حکم ہے۔

﴿ان المرأة اذا بلغت المحيض لم يصلح أن يرى منها الا هذا وهذا وأشار الىٰ كفه ووجهه﴾ (۲۲)

جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے سوائے چہرے اور کلائی تک جوڑ ہاتھ کے۔

یہ حکم مردوں اور عورتوں کے لئے عام ہے۔ ستر کا یہ حصہ ایک دوسرے کے سامنے کھولنا حرام ہے بجز شوہر و بیوی کے اس سلسلے میں مزید رہنمائی کی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

﴿لا ينظر الرجل الىٰ عرية الرجل ولا تنظر المرأة الىٰ عرية

المرأۃ ﴾(۲۳)
کوئی مرد کسی مرد اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔
بلکہ شریعت میاں بیوی کو مزید خبردار کرتی ہیں، حالانکہ دونوں کا ستر ایک دوسرے کے لئے حلال ہے۔

﴿اذا أتی احدکم اھلہ فلیستتر ولا تجرد تجرد العیر﴾ (۲۴)
جب تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہیے کہ ستر کا خیال رکھے، بالکل گدھے کی طرح ننگے نہ ہو جائیں۔

اب نگاہ مذکورہ آیات واحادیث پر ڈالئے اور غور کیجئے کہ فلموں اور ٹی وی کے پردہ پر پیش ہونے والی وہ کیسی عورتیں ہیں، جو نیم عریاں لباس پہن کر رقص کرتی ہیں، غیر مرد سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے ان سے چپک جاتی ہیں اور بن سنور کر اپنے حسن کا بے حجابانہ مظاہرہ کرتی ہوئی حیا سوز حرکتیں کرتی ہیں۔ ان کو دیکھنا وہ بھی جم کر دیکھنا کہاں کی شرافت ہے اور ایمان دار ہونے کی کیسی علامت ہے؟۔۔۔۔۔۔ایسی عورتوں کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کو بھی ملاحظہ کیجئے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

﴿و نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤسھن کأسنة البخت المائلة لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحھا﴾ (۲۵)
جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں اور خود دوسروں پر رجھیں اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کر کے چلیں وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بو پائیں گی۔

ٹ فلم اور ٹی وی کے تحت ٹیلی کاسٹ ہونے والے جملہ پروگراموں میں شرکت کرنے والی تمام خواتین کے کردار کا ہے، چاہے یہ خاتون ہیروئن کا کردار نبھا رہی ہو یا خبریں پڑھ کر سنا رہی ہو، پروگراموں کا خلاصہ بیان کر رہی ہو، یا وہ یا غزل سرا ہو۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔

﴿من مس کف امرأۃ لیس منھا بسبیل وضع علی کفہ جمرۃ یوم القیامة﴾ (۲۶)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی ایسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا، جس کے ساتھ اس کا جائز
تعلق نہ ہو تو اس کی ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارہ رکھا جائے گا۔

سینما کی فیچر فلمیں ہوں یا ٹی وی کے سیریل، سب میں یہی کچھ ہو رہا ہے، مردوں عورتوں کا اختلاط ہے، جسم کا تقریباً ہر عضو زنا کا مرتکب ہو رہا ہے۔ آرٹ کے نام پر معاشرہ انہیں جو بھی عزت بخش دے، یہ عزت والے نہیں ہو سکتے ہیں، قرآن واضح اعلان ہے۔

﴿و لله العزة و لرسوله و للمؤ منين﴾ (۲۷)

عزت اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے ہے۔

اس لئے ان بے حیا مردوں اور عورتوں سے کسی قسم کا تعلق رکھنا ، ان فلموں کو سینما، یا ٹی وی پر دیکھ کر لطف اندوز ہونا حرام ہے، کیونکہ حرام کاری کا دیکھنا بھی حرام ہے، مردوں اور عورتوں کو قرآن نے زبان اور آواز کے فتنے سے بھی خبردار کیا ہے۔ نظر کے بعد شیطان دوسرا تیر زبان ہے۔ آواز میں حلاوت، لہجے میں لگاوٹ اور انداز گفتگو میں مٹھاس دل کے چور ہو سکتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ان اتقين فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض و قلن قولا
معروفا﴾ (۲۸)

اگر تمہارے دل میں خوف ہے تو دبی ہوئی زبان میں سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے
دل میں (بدنیتی) کی بیماری ہو وہ تم سے امیدیں وابستہ کرے گا، بات کرو سیدھے
سادے طریقے سے کرو۔

جس بدنیتی اور اور اس سے پیدا شدہ ناجائز امیدوں کو ختم کرنے کی بات کی جارہی ہے، وہی سب کچھ فلموں کی خواتین کی، فن کاری، آرٹ، اور وہ خصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر ان کا انتخاب عمل آتا ہے۔

ٹی وی پر پیش ہونے تمام پروگرام کا اگر غیر جانب داری سے جائزہ لیا جائے اور آرٹ کا بھوت سوار نہ ہو تو ہر شخص یہ نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اس میں بے حیائی کا بول بالا ہے، خوہ جو بھی فائدے ہوں،

سورۃ نور میں ارشاد بای تعالیٰ ہے۔

﴿ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين امنوا لهم عذاب اليم
فى الدنيا والاخرة﴾ (۲۹)

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گروہ میں بے حیائی کی اشاعت ہو ان کے لئے
دردناک عذاب ہے دینا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

انتہائی غور کرنے کا مقام ہے کہ ٹی وی کے جملہ پروگراموں کو سجے سجائے کمروں میں اپنے اہل وعیال اور احباب کے ساتھ دیکھنا،

تفریح وتعلیم اور تربیت کے نام پر لطف اندوز ہونا کس قماش کا فعل ہے؟ یقیناً کھلی ہوئی بے حیائی اور فاحشات کی اجتماعی طور پر اشاعت اور فروغ میں عملی طور پر شرکت کرنی ہے، جب کہ اس میں شامل لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک سزا تجویز کی گئی ہے۔ ان تمام حقائق سے نظریں چرا کر ٹی وی کی تفریح میں مست رہنے والے اہل ایمان کے بارے میں آپ کا کیا فیصلہ ہوگا؟ آیئے اس آیت کی بھی تلاوت کرلیں:

﴿ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن.﴾(۳۰)

اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔

ٹی وی پر خوب صورت رقاصاؤں کے ہوشربا رقص کے مناظر مختلف سازوں اور طبلوں کی تھاپ پر قدموں سے بندھے گھنگروں کی جھنکاریں اور دنیا جہاں کے بے شمار رقصوں میں فنکاروں کے قدموں سے تربیت شدہ آہٹوں اور صداؤں کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گے؟

فیچر فلموں اور ٹی وی کی سیریل فلموں کے متعلق عام طور پر دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ ان کی کہانیاں سبق آموز ہوتی ہیں اور ان میں سماجی مسائل کو پیش کرکے ان کا حل دیا جاتا ہے، اچھوں کا اچھا انجام اور بروں کا برا انجام دیکھایا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔ اس لئے کہ برائی کو برائی سے ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چوری کی خرابی بتانے کے لئے چوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چوری کی برائی سے ہر خاص وعام واقف ہے۔ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کی خرابی سمجھانے کے لئے عملی طور پر عورتوں کو چھیڑ کر دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ان مناظر کی نمائش کا مقصد کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ فلم ساز اچھی طرح جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور سینما بین کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ریپ (زنا بالجبر) جو کہ انتہائی گھناؤنا فعل ہے، اس کی خرابی سے ہر کوئی متفق ہے، لیکن فلمی مزاج کے تحت ریپ کا منظر انتہائی مقبول عام منظر ہے اور فلمی کہانی افسانے کا ضروری حصہ ہے۔ یہ مناظر سینما بینوں کے حیوانی اور شہوانی خواہشوں کی تسکین کے لئے نکتہ عروج ہیں۔ یہی وہ منتہا ہے جو پوری فلم اپنے نتیجے کے اعتبار سے مرتب کرتی ہے۔ مسلسل ریپ کے مناظر کی منظر کشی کرکے فلم ساز ریپ کے متعلق کیا پیغام دیتا ہے؟ اخبارات ورسائل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ریپ کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہمارا نوجوان اس فلمی پیغام کو عملی طور پر انجام دے کر تفریح کے اعلیٰ منازل طے کررہا ہے۔ چوری، ڈکیتی وریپ کے مجرمین کے یہ بیان بھی اخبارات کی زینت بن رہے ہیں کہ یہ افعال انہوں نے فلموں سے سیکھے ہیں۔ ہمارے کم عمر بچے اس ماحول میں بری طرح متاثر ہورہے ہیں اور منکرات میں پھنس کر اپنا مستقبل برباد کررہے ہیں۔